بسم اللہ الرحمن الرحیم

'مبارک ہو'..... ہر خوشی کے موقع پر یہ جملہ بے ساختہ زبانوں پر آتا ہے اور اسی کے ذریعے دوسرے کی خوشی میں اپنی شرکت کا اظہار کیا جاتا ہے لیکن یہ جملہ اتنی کثرت سے ایک رسمی جملے کے طور پر استعمال ہونے لگا ہے کہ اب اپنی معنوی اہمیت کھو بیٹھا ہے اور اب ہمیں اس کا صرف محلِ استعمال یاد رہ گیا ہے۔ اس کے ٹھیک ٹھیک معنی یاد نہیں رہے یا کم از کم دھیان نہیں رہا۔

'مبارک ہو'..... درحقیقت ایک دعا ہے کہ خوشی کا جو سبب تمہیں حاصل ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا کرے۔ آیئے دیکھتے ہیں 'برکت' کیا ہے؟

اس دنیا میں راحت و آرام کے جتنے مادی وسائل کی تلاش میں ہم دن رات سرگرداں ہیں، وہ راحت و آرام کے وسائل و اسباب ضرور ہیں لیکن بذاتِ خود راحت و آرام نہیں ہیں۔ روپیہ پیسہ ہو....... زمین ہو....... جائیداد ہو...... کوٹھی بنگلے ہوں...... نوکر چاکر ہوں...... کاریں اور ہوائی جہاز ہوں...... بیوی بچے اور عزیز رشتہ دار ہوں...... یہ سب چیزیں راحت و آرام یا سکون و اطمینان حاصل کرنے کا ذریعہ تو ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ جس شخص کو یہ تمام چیزیں میسر ہوں اسے ہر حال میں ان کا آرام ضرور نصیب ہو۔ کتنے لوگ ہیں جن کے پاس روپے پیسے کی ریل پیل ہے۔ جو عالی شان کوٹھیوں میں رہتے اور قیمتی کاروں میں سفر کرتے ہیں، لیکن ان تمام اسباب راحت کے باوجود ان کی اندرونی زندگی میں جھانک کر دیکھیے تو انہیں آرام و سکون میسر نہیں ہے۔ وہ کسی ایسے کرب میں مبتلا ہیں جس نے مال و دولت کے ان تمام مظاہر کو ان کے حق میں بیکار بنا کر رکھ دیا ہے۔ ایک شخص کے دسترخوان پر انواع و اقسام کے قیمتی کھانے سجے ہوئے ہیں، تازہ اور لذیذ پھلوں کا انتخاب مہیا ہے، ماحول خوشبو سے معطر ہے تو لذت کے سارے اسباب بظاہر موجود ہیں لیکن اگر اس کا معدہ خراب ہے تو لذت کے یہ سارے اسباب مل کر بھی اسے لذت عطا نہیں کر سکتے۔ یا اگر معدہ بھی ٹھیک ہے لیکن کوئی شدید ذہنی پریشانی لاحق ہے جس نے بھوک اُڑا رکھی ہے تو یہ تمام لذیذ کھانے دھرے رہ جاتے ہیں اور اسے لذت کی نعمت عطا نہیں کر سکتے۔

ایک شخص کے پاس رہنے کا عالی شان مکان ہے۔ اس کی خوابگاہ راحت کے جدید ترین سامان سے آراستہ ہے، انتہائی دلکش مسہری پر نرم و گداز بستر بچھا ہوا ہے، کمرے میں ایئر کنڈیشنر چل رہا ہے۔ لیکن جب وہ اس خواب آور ماحول میں پہنچ کر بستر پر لیٹتا ہے تو نیند غائب ہے، ہزاروں جتن کے بعد بھی وہ نہیں سو سکتا اور ساری رات بستر پر کروٹیں بدل کر گزار دیتا ہے۔ اس شخص کے پاس آرام و آسائش کے ظاہری اسباب پوری طرح موجود تھے لیکن آرام نہ مل سکا اور پوری رات آنکھوں میں کاٹنی پڑی۔

دوسری طرف ایک محنت کش مزدور یا کسان ہے۔ وہ چار پانچ گھنٹے کی مشقت اُٹھانے کے بعد جب کھانے کے لیے اپنی گٹھڑی کھولتا ہے تو بظاہر اس میں صبح کی پکی ہوئی معمولی ساگ روٹی ہے لیکن اس کا معدہ صحتمند ہے اور اس کی بھوک بھرپور ہے۔ اسے یقیناً اسی بھوک کے عالم میں ساگ روٹی سے وہ لذت حاصل ہو جاتی ہے جو دولت مند شخص کو انواع و اقسام کے کھانوں میں نصیب نہ ہو سکی۔ پھر جب رات کے وقت وہ اپنی کھردری چارپائی پر پہنچتا ہے تو نیند سے اس کی آنکھیں بوجھل ہیں اور اس کھردری چارپائی پر لیٹتے ہی دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتا ہے اور بھرپور نیند لے کر صبح کو چاق و چوبند اُٹھتا ہے۔ اس کے پاس نہ مسہری تھی، نہ گداز بستر تھا، نہ ایئر کنڈیشنڈ کمرہ تھا لیکن اس کھردری چارپائی پر بھی اسے وہ راحت میسر آگئی جو اس دولت مند کو ایئر کنڈیشنڈ خوابگاہ میں بھی میسر نہیں آئی تھی۔

اس قسم کی دسیوں مثالیں روزمرہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہیں، جن میں ایک شخص لذت اور راحت کے سارے اسباب سے لیس ہونے کے باوجود لذت و راحت سے محروم رہتا ہے اور دوسرا شخص بہت معمولی ساز و سامان کے باوجود اس سے کہیں زیادہ ذہنی سکون اور اطمینان سے سرشار۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دنیا میں راحت و آسائش کے جتنے وسائل ہیں ان سے واقعتاً لذت و راحت حاصل ہونا کچھ ایسے عوامل پر موقوف ہے جو انسان کی قوت و اختیار سے باہر ہیں۔ انسان روپیہ خرچ کر کے راحت کے اسباب تو خرید سکتا ہے لیکن وہ عوامل پیسے سے نہیں خریدے جا سکتے جن کی وجہ سے ان اسباب میں حقیقی راحت و آرام عطا کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ انسان دن رات ایک کر کے دولت کما سکتا ہے، بنگلے بنا سکتا ہے، کاریں خرید سکتا ہے، ملیں کھڑی کر سکتا ہے، لیکن ان چیزوں سے حقیقی لطف اور واقعی آرام حاصل کرنے کے لیے جو صحت درکار ہے، جن پُرسکون گھریلو تعلقات کی ضرورت ہے اور جو ذہنی سکون ناگزیر ہے، وہ نہ تو روپے پیسے کے بل پر حاصل کیا جا سکتا ہے، نہ اسے کوئی مشین تیار کر سکتی ہے۔ وہ مکمل طور پر انسان کی حدود و اختیار سے ماوراء ہے، وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عطا ہے اور اس عطا میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اگر چاہے تو یہ چیزیں عطا کر کے گھاس پھونس کے جھونپڑے کو جنت بنا دے اور اگر چاہے تو یہ چیزیں سلب کر کے عالیشان محل کو انگاروں کے فرش میں تبدیل کر دے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ عطا بلاشرکت غیرے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسی کا نام 'برکت' ہے۔ یہ 'برکت' حاصل ہو تو تھوڑی چیز بھی کافی ہو جاتی ہے اور اس سے مطلوبہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے اور 'برکت' مفقود ہو تو دولت کے ڈھیر بھی انسان کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اسی 'برکت' کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اگر دنیا کے کسی سامان

سے وقتی طور پر کچھ راحت مل بھی رہی ہے تو اس کا انجام بھی بخیر ہو۔ اگر ایک ڈاکو لاکھوں روپیہ لوٹ کر تین دن تک خوب مزے اُڑائے اور چوتھے دن جیل میں پہنچ جائے تو وہ تین دن کے مزے کس کام کے؟..... لہٰذا دنیا کا وہی لطف و آرام قابل قدر ہے جب اس کا انجام کسی بڑی تکلیف کی صورت میں ظاہر نہ ہو۔ اور 'برکت' کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے۔

اب 'برکت' دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہوئی۔ ایک یہ کہ راحت کا جو ظاہری سبب ہمیں نظر آ رہا ہے وہ واقعتاً لذت یا آرام پہنچائے اور کوئی ایسی حالت پیدا نہ ہو جو اس کا مزہ کرکرا کر ڈالے اور دوسرے یہ کہ اس کا انجام بھی بخیر ہو اور اس سے حاصل ہونے والی ظاہری لذت یا آرام کا نتیجہ خراب نہ ہو۔ لہٰذا جب کسی کو خوشی کا کوئی سبب حاصل ہونے پر ہم اسے مبارک باد دیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوشی کے اس سبب میں برکت پیدا کرے، یعنی وہ تمہارے لیے حقیقی خوشی اور راحت کا باعث بنے اور بالآخر دنیا و آخرت میں اس کا انجام بھی درست ہو۔

جب کسی کی شادی کے موقع پر ہم اس سے کہتے ہیں کہ 'مبارک ہو' تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ تم نے اپنی سی کوشش کر کے اپنے لیے بہتر رشتہ ڈھونڈا ہے لیکن اس رشتے کی کامیابی کچھ اَن دیکھے حالات پر موقوف ہے جو تمہارے اختیار سے باہر ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ ہم اسی سے دعا کرتے ہیں کہ یہ رشتہ دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ثابت ہو۔

جب کوئی شخص گاڑی خریدتا ہے اور ہم اسے مبارک باد دیتے ہیں تو اس میں یہ اعتراف پنہاں ہے کہ یہ گاڑی اگرچہ بظاہر آرام دہ ہے لیکن یہ بات آنے والے غیر اختیاری حالات ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ واقعی آرام پہنچائے گی یا روز روز ورکشاپ میں کھڑی رہ کر نیا دردِ سر پیدا کرے گی۔ یہ غیر اختیاری حالات چونکہ اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں اس لیے اسی سے دُعا ہے کہ وہ اس گاڑی میں برکت پیدا کر کے حالات کو ایسا سازگار بنا دے کہ یہ گاڑی واقعی تمہیں آرام پہنچائے اور اس کا انجام بھی بخیر ہو۔

اس تشریح سے یہ بات واضح ہوئی ہوگی کہ مبارک باد کے ہر فقرے میں ہم ہر بار اعتراف کرتے ہیں کہ دنیا کے ہر آرام دہ ساز و سامان اور خوشی کے ہر واقعہ میں اصل اہمیت 'برکت' کو حاصل ہے، وہ ہے تو سب کچھ ہے اور نہیں تو کچھ بھی نہیں اور ساتھ ہی یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ 'برکت' کا حصول ہمارے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لیکن چونکہ مبارک باد کے فقرے ہم صرف ایک رسم پوری کرنے کے لیے بے سوچے سمجھے بولتے رہتے ہیں، اس لیے ان جیتے جاگتے حقائق کی طرف ہمارا دھیان نہیں جاتا اور 'مبارک باد' کا فقرہ درحقیقت 'برکت' کی جس اہمیت کا اعتراف ہے، اپنی عملی زندگی میں ہم نے

’برکت‘ کو اتنا ہی غیر اہم قرار دے رکھا ہے۔ چونکہ ’برکت‘ ایسی چیز نہیں جو گنتی میں آسکے یا جسے مادی پیمانوں سے ناپا جاسکے، اس لیے ہماری ساری دوڑ دھوپ راحت ولذت کے اسباب حاصل کرنے پر تو صرف ہورہی ہے لیکن ان اسباب میں ’برکت‘ پیدا ہونے کی طرف ہمیں مطلق توجہ نہیں۔ اگر ہوتی تو ہم یہ سوچے بغیر نہ رہتے کہ جب ’برکت‘ خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے تو وہ ایسے ساز و سامان میں کیسے پیدا ہوسکتی ہے جو اس کی نافرمانی کرکے حاصل کیا گیا ہو، جس سے اس کے بندوں کے حقوق پامال ہوئے ہوں اور جس کی بنیاد ہی ظلم اور ناانصافی پر اُٹھی ہو؟

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم مال دولت اور ساز وسامان کی گنتی بڑھانے میں دن رات منہمک ہیں۔ لیکن یہ حساب لگانے کی ہمیں فرصت نہیں کہ گنتی کے اس اضافے نے حقیقی راحت میں کتنا اضافہ کیا؟ اگر ایک شخص دوسروں کے حقوق پامال کرکے یا رشوت کا گناہِ عظیم اپنے سر لے کر دس بیس ہزار روپے گھر لے آیا تو وہ اس بات پر خوش ہے کہ میں نے اپنی دولت میں اضافہ کرلیا۔ لیکن اگر چند ہی دنوں کے عرصے میں حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ اس سے زیادہ روپے کسی ہسپتال کا بل ادا کرنے یا کسی مقدمہ بازی میں خرچ کرنے پڑے تو یہ حساب کوئی نہیں لگاتا کہ انجام کار مجھے دردِ سری کے سوا کیا ملا؟ اور اگر میں دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال کر یہ رقم نہ لاتا تو کچھ بعید نہ تھا کہ میری حلال کمائی کے تھوڑے پیسوں سے ہی مجھے وہ راحت مل جاتی جو اس بڑی رقم سے نہیں مل سکی۔

بعض مرتبہ دلوں میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم تو بہت سے ظالم اور بددیانت لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ بڑے مزے کی زندگی گزار رہے ہیں اور ظلم اور بددیانتی نے ان کی لذت و راحت میں کوئی کمی نہیں کی لیکن اول تو بسا اوقات یہ بات سوچتے وقت ہم ایک بار پھر وہی غلطی کرتے ہیں کہ اسباب راحت ہی کو راحت سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یعنی کسی بددیانت شخص کا شاندار بنگلہ، خوبصورت کار، اور رہنے بسنے کا قیمتی سامان دیکھ کر یہ فرض کرلیتے ہیں کہ وہ بڑے مزے میں ہوگا۔ حالانکہ لذت و راحت تو درحقیقت ایک اندرونی کیفیت کا نام ہے جس کا سراغ کوٹھی بنگلے سے نہیں لگایا جاسکتا۔ جب تک کوئی شخص اس کے سینے میں اتر کر نہ دیکھے، اسے ٹھیک پتہ نہیں چل سکتا کہ اس کے دل پر کیا گزر رہی ہے؟ دنیا بھر میں خودکشی کرنے والوں کی اوسط ان گھرانوں میں زیادہ ہے جو کھاتے پیتے کہلاتے ہیں اور ان کے پاس اسباب راحت کی کوئی خاص کمی نہیں ہے۔ ایسی ان گنت مثالیں ہیں کہ محفلوں میں قہقہے لگانے والے دولت مند افراد نے جب تنہائی کے وقت اپنا دل کسی کے سامنے کھول کر رکھا تو وہ دُکھوں سے چور اور زخموں سے چھلنی تھا۔

دوسرے یہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ ’برکت‘ کے مفہوم میں صرف وقتی راحت

ہی داخل نہیں بلکہ اس راحت کا انجام بخیر ہونا بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اگر کسی بددیانت شخص کو بالفرض وقتی راحت میسر آبھی جائے تو بالآخر اس کا انجام بھی درست نہیں ہوسکتا۔ اکثر بددیانتی کی سزا اس دنیا ہی میں مل جاتی ہے اور اس بری طرح ملتی ہے کہ وہ راحت اس کے آگے کالعدم ہوجاتی ہے۔ بعض اوقات انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا کہ اپنے کسی فعل کی سزا بھگت رہا ہوں، لیکن درحقیقت اس کی زندگی میں آنے والے مصائب خود اسی کے اعمال کی سزا ہوتے ہیں اور بالآخر آخرت میں تو ظلم و زیادتی کی سزا ملنی ہے جس سے کوئی مفر ممکن نہیں۔ جب تک ظلم و تکبر کا نشہ چڑھا ہوا ہے انسان اپنے انجام سے غافل ہے۔ لیکن جس روز موت دروازے پر دستک دے کر یہ نشہ اُتار دے گی تو آنکھیں بند ہوتے ہی وہ دہکتے ہوئے انگارے نظر آجائیں گے جنہیں دولت کے ڈھیر سمجھ کر وہ ان کی خاطر حق وانصاف کا خون کرتا رہا۔

قرآن کریم نے یہ ہی حقیقت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

”جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جھونکے جائیں گے“۔

(النساء ۴:۱۰)

آخر میں یہ بات سمجھ لیجیے کہ ہماری زندگیوں میں بے برکتی کی اصل وجہ قرآن سے دوری ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اور جو ہماری نصیحت (یعنی قرآن) سے منہ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں تنگی کا جینا ہوگا“۔ (طٰہٰ ۲۰:۱۲۴)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اَللّٰھُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاھْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَ نَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَاظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ وَ بَارِكْ لَنَا فِیْٓ اَسْمَاعِنَا وَ اَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا وَ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا وَتُبْ عَلَیْنَآ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

(ابوداود: ۹۶۹)

اے اللہ! ہمارے دلوں میں اُلفت ڈال دے اور ہماری اصلاح کر اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھا اور ہمیں گناہوں کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف نجات دے اور ہمیں ظاہر اور چھپے ہوئے گناہوں سے بچا اور ہمارے لیے ہماری سماعتوں، ہماری بینائیوں، ہمارے دلوں، ہماری بیویوں اور ہماری اولاد میں برکت دے اور ہماری توبہ قبول کر، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ آمین

الدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ

بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھلائی کرنے والے ہی کی مانند ہے

پیامِ دوست

05

5/- PKR EACH

: 0092-333-5115922
: pyamedost@hotmail.com
: www.pyamedost.org

خود پڑھیے، دوسروں کو پڑھائیے یہ صدقہ جاریہ ہے

مُبارک ہو!

مستند علما کی منتخب تحریروں سے مرتب شدہ